مسلمانوں کے لیے مشن

"خیمہ سازی" رُو بہ ترقی ہے۔

[گزشتہ دس پندرہ برس میں پیشہ ور مسیحی منادوں کی جگہ ایسے لوگ لے رہے ہیں جو آذوقہ حیات تو کسی دُنیوی پیشے سے حاصل کرتے ہیں، مگر اُن کی زندگی کا بنیادی مقصد بائبل کے پیغام کی نشرواشاعت ہے۔ ان لوگوں کو مسیحی تبشیری حلقوں میں "خیمہ ساز" کا نام دیا گیا ہے۔ تبشیری "خیمہ سازی" کس قدر کامیاب ہے؟ اِس کا جائزہ "کرسچنٹی ٹوڈے" کے کالم نگار سٹین گتھری نے ۱۳ نومبر ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں لیا ہے۔ ذیل میں اُن کے مضمون کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ مدیر]

"خیمہ سازی" سے مراد "غیر مذہبی پیشے" سے آذوقۂ حیات حاصل کرتے ہوئے تبشیری کام کرنا ہے۔ گزشتہ دہائی میں خیمہ سازی کو مغربی مسیحی مشنوں کی طلسمی گولی کا نام دیا گیا ہے۔ "خیمہ ساز" پولوس رسول کی کارکردگی کی مثال (اعمال ۱۸:۳) سامنے رکھتے ہوئے اپنے وسائل سے اُن ملکوں میں داخل ہوجاتا ہے جن کے دروازے روایتی مبشّرین کے لیے بند ہیں، اور یہ ملک بالخصوص مسلم دُنیا کا حصّہ ہیں۔ اِس کے ساتھ ساتھ خیمہ ساز کلیسیاؤں اور افراد سے مالیات فراہم کرنے کے کام سے بچ جاتا ہے، افراد ہوں یا ادارے، سب ہی مالی تعاون کرنے سے ہچکچاتے ہیں، یا اُنھوں نے پہلے ہی اتنے وعدے کر رکھے ہوتے ہیں کہ مزید کسی کام کے لیے رقم نہیں نکال سکتے۔ مالیات کی فراہمی مشکل کام ہے جس کے لیے کافی وقت چاہیے اور ضروری نہیں کہ تگ و دو کے بعد باسانی رقم حاصل ہوجائے۔

مگر اکثر طلسمی گولی کا نشانہ چُوک گیا ہے، بعض اوقات اِس طرزِ تبشیر کے سخت حامیوں کے اپنے پاؤں زخمی ہوئے ہیں۔ بعض "خیمہ ساز" اپنی دوہری شناخت کے احساسِ جُرم سے ٹوٹ پھوٹ گئے ہیں، یا اِس لیے مایوس اور شکست خوردہ واپس گھر آ گئے ہیں کہ اُنھیں روحانی خدمتِ دین یا کثیر ثقافتی معاشرے میں کام کرنے کی تربیّت حاصل نہ تھی، یا وہ اپنے سیکولر پیشے کے مطالبات اور روحانی خدمتِ دین کے درمیان توازن برقرار رکھنے میں ناکام ہوگئے تھے۔

ناکامیوں کے باوجود "خیمہ سازی" کی تحریک مضبوط ہورہی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی اثر آفرینی بڑھ جائے گی، اور خیمہ سازی اپنے بعض مقاصد حاصل کرلے گی، اور نسبتاً قدیم تر اور مضبوط تر تبشیری تحریک کی تکمیل کرے گی۔

سکاٹ ڈیل (ایری زونا) میں قائم امداد و ترقی کی ایک تنظیم Food for the Hungry

(بھوکوں کے لیے خوراک) کے صدر جناب ٹیڈ یاما موری کے الفاظ میں "دس برس پہلے خیمہ سازی ایک عجیب شے تھی، مگر اب یہ پہلے سے زیادہ منظّم ہے اور پوری دُنیا میں پھیل رہی ہے۔"

گزشتہ سال ۱۷ مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے ماہرینِ حکمتِ عملی تھائی لینڈ میں یک جا ہوئے اور اُنھوں نے ایک تنظیم Tent-makers International Exchange (بین الاقوامی دفتر برائے خیمہ سازاں) کی بنیاد رکھی۔ اِس تنظیم کے قیام کا فیصلہ ۱۹۸۹ء میں مشنوں کی کانفرس منعقدہ منیلا میں کیا گیا تھا۔

World Evangelical Fellowship (عالمی تبشیری رفاقت) نامی بین الاقوامی تنظیم میں مختلف نقطہ ہائے نظر رکھنے والے گروہ شامل ہیں اور یہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے تبشیری گروہوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ اس تنظیم کے "کمیشن برائے امورِ تبشیر" کے سر براہ ولیم ٹیلر کہتے ہیں کہ "خیمہ سازی میں لوگوں کو دلچسپی ہے اور یہ دلچسپی بتدریج بڑھ رہی ہے۔ مغربی دُنیا میں اس کی عمومی شکل یہ ہے کہ لوگ انجینئر یا مدرّس کا پیشہ اختیار کر کے اُن ملکوں میں مسیحیّت کی ترویج کے لیے کام کرتے ہیں جن میں کھلم کھلا تبشیری سرگرمیوں پر پابندی ہے۔"

Filipino Missionary Association (فلپائنی مشنری ایسوسی ایشن) کے پیشِ نظر ایک اور ماڈل ہے۔ یہ تبشیری ذہن رکھنے والے دو ہزار مزدوروں کو خیمہ ساز مشنریوں کی حیثیت سے تربیت دے رہی ہے۔ ٹیلر کے الفاظ میں "یہ حقیقتاً حکمتِ عملی کی حامل اور جرأت مند طاقت ہے جو بالخصوص مسلم عرب اقوام کو متاثر کر رہی ہے۔"

خطرات میں گھری ہوئی زندگی

خیمہ سازوں کے کردار میں مسیحی افراد خطرات مول لے رہے ہیں۔ سلواڈور کے ایک آرکسٹرا انچارج گِل برٹو اورلآنا مراکش کے "قومی ادارہ برائے تحفّظ موسیقی" میں اڑھائی سال کے لیے ملازم تھے۔ اُنھوں نے ۱۴ مراکشی مسلمانوں کو مسیحیّت اختیار کرنے پر آمادہ کر لیا۔ اورلآنا جیل بھیج دیے گئے، پھر اُن پر دوسروں کو حلقۂ مسیحیّت میں لانے کی فردِ جرم عائد کی گئی اور اُنھیں ایک سال قید کی سزا ہوئی۔

۱۹۹۳ء میں ایک نیوزی لینڈر اور تین امریکیوں کو قاہرہ میں جیل کی ہوا کھانا پڑی، اور پھر دوسروں کو مسیحی بنانے کے الزام میں ملک بدر کر دیے گئے۔ یہ لوگ برآمدات کے کام میں مدد دینے والی ایک کمپنی میں ملازم تھے، مگر حقیقتاً ایری زونا میں قائم تنظیم Frontiers (سرحدات) کی طرف سے خیمہ ساز تھے۔

خیمہ سازوں کی حکمتِ عملی اُن ملکوں میں محض داخل ہونے کی غرض سے ہے جن میں بصورت دیگر تبلیغ مسیحیّت کے لیے داخلہ ممکن نہیں۔ اُن کے اِس عمل کی اخلاقی حیثیت کے بارے میں گومگو

کی کیفیت پائی جاتی ہے، چنانچہ ۵۰ امریکی تنظیموں پر مشتمل اور "بین الاقوامی دفتر برائے خیمہ سازاں" کی ذیلی تنظیم Intent (ارادہ) کے قائدین اِس بات پر زور دیتے ہیں کہ خیمہ ساز کے کردار کو وسیع تر تناظر میں سمجھا جائے۔ Intent کے بورڈ کے رُکن گاری گنٹر Tent-maker (خیمہ ساز) کے بجائے "Kingdom Professional" (بادشاہت خداوندی کا پیشہ رکھنے والا) کی اصطلاح بہتر سمجھتے ہیں۔ گنٹر کہتے ہیں کہ "خیمہ سازی کو بنیادی طور پر، ایک مالیاتی حکمتِ عملی سمجھا جانے لگا ہے، مگر ہم اِسے ایسا خیال نہیں کرتے۔ مسئلہ کہیں زیادہ بڑا ہے۔ یہ خدا کے بندوں کی جانب سے اُس کے دیے ہوئے انعامات کو اُس کے کاموں کے لیے استعمال کرنا ہے۔"

Intent جو پہلے U. S Association of Tent-Makers (خیمہ سازوں کی امریکی ایسوسی ایشن) کے نام سے کام کرتی تھی، کا صدر دفتر کولوریڈو سپرنگز میں ہے۔ اِس نے متعدّد کانفرنسوں کا اہتمام کیا ہے تاکہ اپنے پیغام کو عام کر سکے اور خیمہ سازی کا ذہن رکھنے والے تبشیری قائدین، کلیسیاؤں اور حکمتِ عملی کے ماہرین کے روابط مضبوط تر ہوں۔

وقت قریب ہے

Intent کے عبوری ڈائریکٹر کیرول ڈیوس کا کہنا ہے کہ "اگلے دس یا پندرہ برسوں میں مبشّرین کی غالب اکثریت خیمہ سازوں کی شکل میں باہر جائے گی، لیکن بہت کم تنظیمیں ایسی ہیں جو اس کے لیے تیار ہیں۔ اُن میں سے زیادہ تر نے خیمہ سازی کا تجربہ کیا ہے اور اِس نتیجے پر پہنچی ہیں کہ یہ حکمتِ عملی کارآمد ہے۔"

امریکہ کی پروٹسٹنٹ تنظیمیں اگرچہ روایتی امداد و تعاون پر مبنی تبشیری ایجنسیوں کے بالمقابل چھوٹی ہیں، مگر ان میں "خیمہ سازی" کے کام میں دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ منرو ویا (کیلی فورنیا) کے Missions' Advanced Research and Communication Centre کی تحقیق کے مطابق ۱۹۹۲ء میں ۱۲۰۰ خیمہ ساز کام کر رہے تھے۔ یہ تعداد چار سال پہلے سے ۸۷۳ زیادہ ہے، جب کہ اِس عرصے میں روایتی مبشّرین کی تعداد ۵۰،۵۵۰ سے کم ہو کر ۱۴۲، ۱۴۱ رہ گئی ہے۔

انسانیت کی فلاح و بہبود کے حوالے سے کام کرنے والے "خیمہ سازوں" کی ضرورت پر ۱۹۹۳ء میں یاماموری نے ایک کتاب Penetrating Missions Final Frontiers (مشنوں کی آخری سرحدوں میں دھنستے ہوئے) لکھی تھی۔ اُن کا کہنا ہے کہ "۱۰-۴۰ دریچہ" یعنی دس درجے اور چالیس درجے عرض بلد کے درمیان واقع ممالک میں حالیہ دلچسپی نے "خیمہ سازی" کی ضرورت بڑھا دی ہے۔" دس درجے اور چالیس درجے عرض بلد کے درمیانی خطے میں دُنیا کی غیر مسیحی اور غریب آبادی کی اکثریت رہتی ہے۔ اِس خطّے میں مشنوں، ترویج و اشاعتِ مسیحیّت کی کوششوں اور دُعاؤں پر بھرپور توجہ

دی جا رہی ہے۔ "خیمہ سازی" کرنے والی تنظیمیں نسبتاً کم ہیں، مگر وہ اسے بنیادی حکمتِ عملی نہیں خیال کرتیں۔ اُن کے نزدیک دوسرے ذرائع کے ساتھ یہ ایک اضافی ذریعہ ہے۔ Intent جیسی تنظیموں کے ساتھ کام کرنے کے لیے کشادہ دلی میں اضافہ ہو رہا ہے۔

وہیٹن (الونائے) کے ایونجلیکل الائنس مشن کے ڈیو براؤن کے بقول "دوستانہ بات تو یہ ہے ایک تنظیم کی حیثیت سے ہم بتاتے رہتے ہیں کہ ہمارا ایک مقام ہے۔ آئندہ ہم زیادہ زور سے کہیں گے کہ ہم کس طرح ایک دوسرے کے شریک کار بن سکتے ہیں، ہم نیٹ ورک کیسے بنا سکتے ہیں، اور مل جل کر کیسے کام کر سکتے ہیں۔"

براؤن کے خیال میں مشنوں سے وابستہ متعدّد افراد خیمہ سازی کو "اُن لوگوں کی مالیاتی مہم کہتے ہیں جو کسی ادارے یا کلیسیا کی نیابت کی صلاحیت نہیں رکھتے۔" ان لوگوں کو "آبادیوں کے جنگل میں پڑے ہوئے اُن ڈھانچوں کے بارے میں" بجا طور پر تشویش ہے "جو وہاں چلے تو گئے تھے، مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ اُنہیں کیا کرنا تھا اور کسی سے اُن کا تعلق واسطہ نہ تھا۔"

"خیمہ سازی" کی حکمتِ عملی میں زیادہ دلچسپی اُن چرچوں کی جانب سے ہے جو اپنے پیروکاروں کی اس طرح تربیت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ عالمی مشنوں میں تخلیقی انداز میں، مگر کم خرچ کے ساتھ کام کر سکیں۔ ان چرچوں کو عمومی غلطیوں سے بچانے کے لیے ورلڈ ایونجلیکل فیلوشپ نے ۱۹۹۳ء میں ایک گائیڈ شائع کی ہے۔

کامیابی سے کام کرنے والی "خیمہ سازی" کے کئی انداز ہیں۔ ان میں سے بعض مضبوط مسیحی تنظیموں کے ہیں جو حسّاس ملکوں میں اپنی موجودگی سے انکار نہیں کرتیں۔ ۱۹۵۴ء سے "یونائیٹڈ مشن" نیپال جیسے غریب اور ہندو اکثریت کے ملک میں حکومتی تعاون کے ساتھ ان گنت مسیحی - انسانی خدمات انجام دے رہا ہے۔

۱۸۵۲ء میں قائم ہونے والی تنظیم Interserve کا صدر دفتر ان دنوں اپر ڈربی (پنسلوانیا) میں ہے۔ یہ روایتی مشن تنظیم تھی، مگر اب "خیمہ ساز" تنظیم کا روپ اختیار کر چکی ہے۔ اس کے مسیحی کارکن جو کسی قسم کا معذرت آمیز رویّہ اختیار نہیں کرتے، انجنیئرنگ، طباعت و اشاعت اور طب کے میدان میں اپنی "غیر مذہبی مہارتیں" اُن معاشروں میں پیش کرتے ہیں، جہاں ان کی ضرورت ہے۔ اس طرح اُنہیں اجنبی معاشروں میں عزت و احترام حاصل ہوتا ہے اور ایسے مواقع بھی کہ اپنے دین کے بارے میں دوسروں سے تبادلۂ خیال کر سکیں۔

Interserve کے ڈائریکٹر جناب رالف آیک ہارٹ کہتے ہیں کہ "اُن کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ اُن لوگوں کے سامنے قول و عمل سے شہادت دیں جنہیں کبھی بائبل کے پیغام سے تعارف نہیں ہوا۔"

مستقبل کے اوزار

"خیمہ سازی" اُن ملکوں کے لیے ایک مؤثر حکمتِ عملی ہے جن کے دروازے روایتی مشنوں اور ترویجِ مسیحیت کے دوسرے ذرائع کے لیے بند ہیں۔ سی ایٹل سے کام کرنے والی تنظیم World Concern کے سابق صدر فریڈ گریگوری کے الفاظ میں "روایتی مشنری ویزا حاصل کرنا وقت کے ساتھ ساتھ مزید مشکل ہوتا جائے گا۔ ہمیں خدا کی بادشاہت کے لیے کام کے دُوسرے ذرائع اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔"

گریگوری کی رائے ہے کہ بیرون ملک دینی اعتبار سے جو مضبوط چرچ ہیں، وہی تبدیلی کا باعث ہیں۔ اُنہیں مناّدوں، اساتذہ اور منتظمین کی اتنی ضرورت نہیں، جتنی زراعت، انجینئرنگ اور اطلاعات و نشریات کی ٹیکنالوجی سے واقف لوگوں کی ہے۔

Intent کے گنٹر کہتے ہیں کہ آج جب جدّت اور سرمایہ داری تیزی سے عالمی ثقافتوں کو یک جا کر رہی ہیں۔ اس پس منظر میں جتنی آج خیمہ سازوں کی ضرورت ہے، کبھی اس سے پہلے نہ تھی۔ جدّت میں امید کی ایک کرن یہ ہے کہ آج ہمارے سامنے مختلف ثقافتوں سے نبٹنے کے جتنے ان گنت راستے ہیں اتنے پہلے کبھی نہ تھے۔ خیمہ سازی بنیادی حکمت عملی نہیں، بلکہ تکمیلی حکمت عملی ہے۔ یہ کسی طرح ہر درد کی دوا نہیں، لیکن میرے خیال میں اُس پروگرام کا حصہ ہے جو خداوند اگلے پچاس برسوں میں رو بہ عمل لائے گا۔"

ایشیا

ازبکستان: آرتھوڈوکس چرچ اور مسلمانوں کے درمیان "تعاون"

سابق سوویت یونین کی ٹوٹ پھوٹ کے بعد مغربی یورپ اور شمالی امریکہ کے مسیحی تبشیری اداروں نے نو آزاد ریاستوں، اور بالخصوص مسلمان ریاستوں کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا ہے۔ ایونجلیکل، بپٹسٹ، مورمن اور یہوواہ وٹنسز سب ہی میدان میں کود پڑے ہیں اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش میں ہیں۔ ان کے علاوہ متعدد "خیمہ ساز" تاجروں، انجینئروں، ڈاکٹروں اور ماہرینِ زراعت کے پردے میں کام کر رہے ہیں۔ مسیحی تبشیری سرگرمیاں وسطی ایشیا کی ریاستوں کی آبادی کے لیے بحیثیتِ مجموعی تشویش کا باعث بن رہی ہیں۔ ایونجلیکل جریدے "کرسچنٹی ٹوڈے" کی اطلاع کے مطابق قزاقستان، تاجکستان، ترکمنستان اور ازبکستان کے روسی آرتھوڈوکس اور مسلم رہنماؤں نے